انگریزی کا جادو

مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ

اگر آپ کا تعلق اونچے طبقے سے ہے تو کسی ''سرائے'' میں ٹھہرنا آپ کے لیے باعث توہین لیکن کسی ''ہوٹل'' میں قیام کرنا ذرا بھی باعث شرم نہیں، حالانکہ دونوں میں اس کے سوا کیا فرق ہے کہ ''سرائے'' مشرقی اور دیسی ہے اور ''ہوٹل'' مغربی اور انگریزی ہے۔ کوئی اگر یہ کہہ دے کہ ''سرائے'' کے فلاں ''بھٹیارے'' سے آپ کا یارانہ ہے تو آپ اس کا منہ نوچ لینے کو تیار ہو جائیں لیکن فلاں ہوٹل کے منیجر سے آپ کا بڑا ربط ضبط ہے تو اسے آپ فخر یہ تسلیم کرتے ہیں حالانکہ سرائے کے ''بھٹیارے'' اور ہوٹل کے ''منیجر'' کے درمیان بجز ایک کے دیسی اور دوسرے کے ولایتی ہونے کے اور کوئی فرق ہے؟ کسی مدرسے میں اگر آپ ''مدرس'' ہیں تو بات کچھ معمولی ہی ہے، لیکن کسی ''کالج'' میں آپ ''لیکچرار'' یا ''پروفیسر'' ہیں تو معزز اور صاحب وجاہت ہیں۔ حالانکہ اپنے اصل مفہوم کے اعتبار سے ''مدرس'' اور ''پروفیسر'' ایک ہی چیز ہیں۔

ندوہ کے ''دارالاقامہ'' میں اگر آپ قیام پذیر ہیں تو آپ کا دل کچھ خوش نہیں ہوتا لیکن اسی ''دارالاقامہ'' کا نام جب آپ ''شبلی ہوسٹل'' سنیں تو آپ کا چہرہ فخر وخوشی سے دمکنے لگتا ہے۔ ''مدرسہ'' میں اگر آپ پڑھتے یا پڑھاتے ہیں تو خود اپنی نظروں میں بے وقعت ہیں لیکن اگر آپ کا تعلق کسی ''کالج'' سے ہے تو پھر آپ سے زیادہ معزز کون ہے؟ اس وقت ہر مدرسہ طبیہ اسکول اور مدرسہ تکمیل الطب اور مدرسہ منبع الطب، اب تکمیل الطب کالج اور منبع الطب کالج ہیں۔ مدرسہ وہاجیہ طبیہ کا زمانہ گیا، اب اس کا صحیح نام طبیہ وہاجیہ ''کالج'' ہے۔ طبی درس گاہوں کو چھوڑیے، خود دینی درس گاہوں کا کیا حال ہے؟ وہ دن گئے جب زبانوں پر مدرسہ چشمہ رحمت کا تذکرہ تھا، اب وہ چشمہ رحمت کالج ہے اور وہاں کے صدر مدرس ''پرنسپل'' صاحب ہیں۔ مدرسہ نظامیہ فرنگی محل کے سب سے بڑے استاد کو ذرا ''صدر مدرس'' کہہ کر تو دیکھیے آپ کی غلطی کی تصحیح کی جائے گی کہ ان کا عہدہ اب صدر مدرسی کا نہیں ''پرنسپلی'' کا ہے۔

مینڈھے لڑاتے ہوئے یا بٹیر یا مرغ بازی کرتے ہوئے اگر آپ کہیں پکڑ لیے گئے تو خود کو کسی کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہ سمجھیں گے، لیکن جب شہر میں باکسنگ کا مقابلہ ہوگا یا کوئی ہیوی ویٹ چیمپئن آجائے گا تو ان کا تماشہ دیکھنا تہذیب وروشن خیالی میں داخل، کہیں چوری چھپے ''نوٹنکی'' دیکھنے کھڑے ہوجایئے تو خود آپ کی ثقافت اور وضع داری آپ پر لاحول پڑھنے لگے لیکن تھیٹر میں آدھی آدھی رات بے تکلف بسر کیجیے کہ ''ڈراما'' جیسے فن شریف کی شرافت وعظمت میں کس کو کلام ہوسکتا ہے؟

اپنے دیس کے کسی بھانڈ، کسی سازندہ، کسی ڈھاڑی سے اگر آپ کی شناسائی ہے، تو اس کا ذکر آپ اپنے دوستوں اور بے تکلف ہم عصروں کے سامنے بھی کچھ جھینپ کر ہی کرتے ہیں لیکن غیر ملکی آرٹسٹوں کے کمالات اور آرٹ کی جتنی جی چاہے داد دیجیے...... بھری محفلوں، بزرگوں اور استادوں کے مجمع اور اخبارات کے صفحات میں آپ کی نقالی ہی کو داد ملتی جائے گی۔ ''نٹوں'' کا پیشہ بھی بھلا کوئی عزت کا پیشہ ہے اور خدانخواستہ آپ کی کسی نٹ یا نٹنی سے ملاقات کیوں ہونے لگی، لیکن وہی قلابازیاں کھانے والے جب سرکس والے اور سرکس والیاں بن کر آپ کے سامنے آتے ہیں تو نہ آپ ان سے ملنے میں شرماتے ہیں نہ تعلقات بڑھانے میں۔ جوئے یا جواریوں سے ظاہر ہے ہماری شرافت کو کیا تعلق ہوسکتا ہے؟ کوئی ہمیں جواری کہہ کر دیکھے۔ اپنی جان اور اس کی جان ایک کردیں، لیکن گھوڑ دوڑ کے دنوں اور میلے کی راتوں میں دن دہاڑے اور بجلی کی روشنی میں یہی ذلت ہمارے لیے عین عزت بن جاتی ہے۔ بڑے بڑے رئیس اور معززنہ جوئے کی بازی لگاتے ہوئے شرماتے ہیں اور نہ اپنے کو ریس باز کہلاتے ہوئے۔ چوک میں کسی حلوائی کی دکان سے پوری مٹھائی اپنے ہاتھ سے خریدے تو نظریں بچا بچا کر لیکن حضرت گنج میں ویلریو کی دوکان کے سامنے اپنی موٹر کھڑی کرکے کیک و پیسٹری کی خریداری بہ نفس نفیس، بلا جھجک فرمایئے، اس لیے کہ 'ویلریو' حلوائی نہیں، کنفیکشنر ہے۔ کسی چوراہے پر شربت والے کی دکان سے فالودے کا گلاس خریدنا آپ کی خودداری کے منافی، لیکن حضرت گنج میں صاحب کی جگمگاتی دکان پر آئس کریم نوش فرمانا آپ کی عزت اور شان کے عین مطابق۔ کسی نانبائی کی دکان کا نام اگر ''ریستوران'' پڑجائے تو وہی عار فخر میں تبدیل ہوجائے ''نائی'' بے چارہ جب تک محض نائی ہے یا حجام، اس کے استرے اور کسوت کے آگے سر جھکانا آپ کیوں کر گوارا فرماسکتے ہیں لیکن وہی جب اپنے کو ہیئر ڈریسر کہلانے لگے اور اپنی چوراہے کی دکان پر ''ہیئر کٹنگ سیلون'' کا تختہ لگادے تو وہی ناگوار کام آپ کے لیے خوشگوار و پسندیدہ بن جائے۔ عدالت کا پیادہ جب تک ''چپراسی'' یا ''مذکوری'' ہے، حقیر و ذلیل ہے لیکن وہی پیادہ اگر ''بیلف'' کہہ کر پکارا جائے تو معزز ہے اور آپ کی زبان پر محض بیلف نہیں بلکہ ''بیلف صاحب'' آنے لگے گا۔ کوئی چمار یا موچی اس قابل کب ہوتا ہے کہ آپ اسے منہ لگائیں، لیکن وہی رذیل اگر کسی ٹیزی کا مالک کہلانے لگے، تو معاً اس کی رذالت آپ کی نگاہ میں عزت وشرافت سے بدل جاتی ہے اور دنیا کے سب سے بڑے موچی، باٹا کی قوم سے تعلق رکھنا تو عین دلیل اعزاز ہے۔ بستی کا ساہوکار یا مہاجن کتنا ہی بڑے سے

بڑا ہو، آپ کی نظر میں محض ''بنیا'' ہے لیکن وہی بنیا اگر کسی بینک کا منیجر ہو جائے یا اپنے کو بینکر کہلانے لگے تو دیکھیے اس کا مرتبہ دم بھر میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔ کسی رئیس کا ''مصاحب'' آپ کی نظر میں، اخلاقی حیثیت سے بے عملی، خوشامد، چاپلوسی اور خود فروشی کا مجسمہ ہے لیکن صاحب کے ''پرائیویٹ سیکریٹری'' اور ''اے ڈی سی'' کا نام ادھر آیا اور اُدھر معاً آپ کی نظروں میں کارکردگی و مستعدی، رعب و دبدبہ کی تصویر پھر گئی! پنچایت کا نام آیا اور آپ کے ذہن نے نیچ قوموں کا تصور شروع کر دیا لیکن ادھر پنچایت کے بجائے پارلیمنٹ اور اسمبلی، کونسل اور کارپوریشن کے الفاظ بولے گئے اور آپ کا ذہن ان فرنگی پنچایتوں کی بلندیوں پر رشک کرنے لگا۔ کوئی مولوی غریب اگر عالمگیری اور شامی کے جزئیات فقہی کا حافظ ہے تو غبی، کودن، کندہ ناتراش اور محض ملا ٹا ہے لیکن اگر کسی ایڈووکیٹ یا بیرسٹر صاحب کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے نظائر ازبر ہیں تو ان کی قابلیت، خوش دماغی اور ذہانت کے اعتراف میں سب سے آگے آپ ہی ہیں۔

فسانہ عجائب اور طلسم ہوشربا کے نام آج مجال ہے کہ کوئی زبان پر لا سکے لیکن لندن اور برلن، پیرس اور نیویارک سے کتنے ہی نئے نئے عجائب، افسانے اور کتنے ہی ہوشربا طلسمات، رومانی و جاسوسی افسانے اور ناول خدا معلوم کن کن ناموں سے ہر سال، ہر ہفتہ اور ہر روز شائع ہوتے ہیں اور ان سے باخبر رہنا، پوری دلچسپی و انہماک کے ساتھ ان کے نشر و اشاعت میں، ان کے پڑھنے پڑھانے میں لگے رہنا علم و روشن خیالی کی دلیل اور مہذب و تعلیم یافتہ ہونے کی سند ہے۔ کوئی آپ کو صلاح دے کہ ''لوہار'' کا پیشہ اختیار کیجیے تو آپ اسے گالی سے کچھ ہی کم سمجھیں گے لیکن میکینکل انجینئری کے عہدے کی طرف آپ خود لپک لپک کر بڑھ رہے ہیں، ''جراح'' کے لفظ سے جو تخیل آپ کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے، وہ کس درجہ پست ہے، لیکن ''سرجن'' کا نام لینے سے اس پستی میں بلندی آ جاتی ہے۔ محلہ اور پڑوس کے ''جولاہے'' آپ کے خیال میں پست و ادنیٰ، لیکن کپڑا بننے والے اگر لنکاشائر کے ہیں، تو ان کی بابت بھی آپ کا یہی خیال ہے؟ ''بزاز'' گز ہاتھ میں لیے اور سر پر گٹھڑی اٹھائے شہر میں پھیری کرتے پھرتے ہیں۔ ان کی کوئی عزت و وقعت نگاہ میں نہیں، لیکن وہی کپڑا بیچنے والے اگر مانچسٹر کے باشندے ہیں تو معزز اور بلند ہیں۔ بزرگوں کی سالانہ فاتحہ دلانا دلیل حمق اور علامت وہم پرستی، لیکن فلاں کالج کے احاطے میں ''فاؤنڈرس ڈے'' یا ''یوم تاسیس'' دھوم دھام سے منانا، دلیل دانش و برہان اور روشن خیالی! لکھنؤ کے چوک یا دہلی کی چاوڑی کی پیشہ ور کا نام آپ بے تکلف اور آزادی کے ساتھ ہرگز اپنے کسی بزرگ کے سامنے نہ لیں گے نہ کسی کا ناچ دیکھنے کھلم کھلا تشریف لے جائیں گے، لیکن ڈرائنگ روم میں گھر کے سب مردوں اور عورتوں اور لڑکوں اور لڑکیوں کے سامنے ٹی وی پر بے تکلف فلاں بائی جی اور فلاں ''جان'' کے نغموں اور ٹھمریوں سے لطف اٹھائیں گے اور جو فلمی آرٹسٹ آپ کے دل میں جگہ کر لے، پوری بیباکی سے آپ اس کے چرچے ہر چھوٹے بڑے کے سامنے کریں گے۔

کوئی کہاں تک گنائے اور ناموں اور لفظوں کی کتنی لمبی فہرست تیار کرے۔ نمونے کے لیے یہ کافی بلکہ کافی سے کچھ

زائد ہی ہیں۔ اپنی واقفیت کی دنیا میں خود نظر دوڑائیے اور دیکھ لیجیے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں معاشرت و معاملات کے ہر گوشے میں فرنگیت کا کتنا رعب ہم پر اور آپ پر چھایا ہے۔ حقیقت ایک، معنی و مفہوم متحد لیکن جو لفظ اور جو نام فرنگیت اور ''صاحب'' کے رشتے سے آپ کے کانوں تک پہنچے ہیں، ان سے کتنی زیادہ عظمت، کتنی زیادہ اہمیت، کتنی زیادہ بلندی ہمارے دلوں اور دماغوں نے غیر محسوس طور پر قبول کر لی ہے! اگلوں نے بہت کیا تو یہی کیا کہ ملک فتح کر لیے، قلعے تعمیر کر لیے، قلعے سر کر ڈالے، فوجوں کو میدانِ جنگ میں شکست دے دی۔ اس سے زیادہ نہ چنگیز سے کچھ بن پڑا نہ ہلاکو سے، نہ دارا سے، نہ اسکندر سے، یہ شرف مخصوص اسی دور کے لیے ہے کہ جسم کے ساتھ ساتھ دل و دماغ بھی فتح کر لیے جاتے ہیں اور ہاتھوں پیروں کے علاوہ عقلوں، دماغوں اور بصیرتوں سے بھی خط غلامی لکھوا لیا جاتا ہے یہاں تک کہ غریب محکوموں کے پاس ''خیر و شر'' حسن و قبح، ہنر و عیب کا معیار لے دے کے بس یہی ایک رہ جاتا ہے کہ ''صاحب'' کی چشم التفات کدھر ہے؟ عزت بھی ''صاحب'' کی دی ہوئی اور دولت بھی سرکار کی مرحمت کی ہوئی، دین بھی وہیں کا عطیہ اور دنیا بھی وہیں کی بخشش، اب نہ ہندو ہندو ہے، نہ مسلمان مسلمان، سب ''رعایائے سرکار'' اب نہ کوئی اللہ دین ہے نہ رام دین بلکہ سب کے سب چھٹ چھٹا کر ''صاحب دین۔''

عام الفاظ کو چھوڑیے ستم یہ ہے کہ اعلام اور اسماء معرفہ تک یورپ زدگی کی وبا سے محفوظ نہیں۔ میاں ''کلو'' کو آپ نے اپنے ہاں جب دیکھا اِکہ دربانی ہی کرتے پایا، لیکن میجر بلیک آپ کے شہر کے سول سرجن ہیں۔ ''کلوا مہتر'' آپ کے محلہ ہی میں رہتا ہے لیکن پروفیسر ''بلیکی'' یونیورسٹی کے ایک ممتاز پروفیسر ہیں۔ ''لالہ گھاسی رام'' بیچارے ''کانجی ہاؤس'' کی محرری سے آگے عمر بھر نہ بڑھ سکے۔ لیکن بریگیڈیئر جنرل ''ہے'' (Hay) برطانوی فوج کے ایک مشہور و معروف افسر ہیں، ''میاں رمضانی'' اور ''میاں شبراتی'' کی ساری عمر خدمت گاری میں گزری لیکن ''مسٹر مے'' (May) اور ڈاکٹر فرائڈے پارلیمان کے نامور رکن ہیں، ''مٹھوا کہار'' اور ''طوطا کلوار'' آپ کی بستی ہی میں اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں لیکن ''سر جان پارٹرج'' (Partridge) آپ کے صوبے کے گورنر تھے۔ مسٹر ''کاک'' (Cock) اس وقت آپ کے ضلع کے کلکٹر ہیں اور ''سوان'' (Swan) صاحب ابھی تبدیل ہو کر کمشنری پر گئے ہیں۔ آپ کی ماما کا لڑکا ''شیرا'' بیچارہ اب تک چپراسی کی جگہ خدمت گزاری کر رہا ہے لیکن ''بل'' (Bull) صاحب ترقی پا کر کمشنر ہو گئے ہیں اور مسٹر لیمب (Lamb) اور مسٹر ''کڈ'' (Kid) آپ ہی کے ضلع میں حاکم بندوبست اور جوائنٹ مجسٹریٹ ہیں۔ ''دریاؤ سنگھ'' غریب کو لائن جمعداری سے آگے بڑھنا نصیب نہ ہوا مگر سر جان لیک (Lake) دیکھتے ہی دیکھتے ای آئی آر کے ایجنٹ ہو گئے۔ ''لالہ لوہاری مل'' کے چلائے عرائض نویسی کا کام بھی نہ چلا لیکن جسٹس اسمتھ (Smith) حکومت ہند کے ہوم ممبر ہیں۔ جنگلی گھسیارہ بیچارہ عمر بھر گھاس ہی چھیلا کیا مگر سر جان فارسٹر (Forester) سنا ہے کہ امریکہ میں برطانیہ کے کونسل جنرل ہو گئے۔

☆☆